

رسائل وسائل

ذات اور برادری کی بنیاد پر رشتہ

سوال: میرا تعلق ایک مذہبی گھرانے اور ارائیں برادری سے ہے۔ شادی بیان کے حوالے سے ہمارے ہاں صرف اپنی برادری میں ہی شادی کرنے کا رواج ہے۔ کسی دوسری برادری میں اچھے رشتے ہونے کے باوجود بھی شادی نہیں کی جاتی۔ میرے والدین کا بھی اصرار ہے کہ شادی صرف اپنی برادری میں ہی کی جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمارے گاؤں میں آج تک کسی غیر برادری میں رشتہ نہیں ہوا۔ کسی نے اپنی بیٹی کسی غیر ارائیں کو نہیں دی۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو تمام برادری اس کا بایکاٹ کر دے گی۔ پھر آج تک اپنے آبا و اجداد سے ہم اسی طرح دیکھتے آئے ہیں۔ اس بات کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کیا حیثیت ہے؟

جواب: اسلام کے انتلابی کارناموں میں سے ایک کارنامہ عرب جاہلیت کے قبائلی، سانی اور نسلی تھصفات کو پچکنا چور کر کے انسانوں کو اللہ کی بندگی کے ذریعے اسلام کے رشتہ اخوت و یگانگت میں مسلک کر دینا تھا۔ اسی بنابر قرآن کریم نے سورہ الحجرات میں یہ حقیقت واضح فرمادی کہ گو انسانوں کو تعارف کی خاطر خلف قبائل اور اقوام میں پیدا کیا گیا ہے، لیکن اللہ کی نگاہ میں عزت و تکریم کی بنیاد صرف تقویٰ یا یہی عمل ہے (۱۳:۲۹)۔ اس حقیقت کو نبی کریمؐ نے اپنے آخری خطبے میں دوٹوک الفاظ میں رنگ و نسل کے تمام امتیازات کو پاؤں تلے روندتے ہوئے تمام الٰی ایمان کو یاد دلایا کہ وہ سب حضرت آدمؐ کی اولاد ہیں۔ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد ہی آپؐ نے یہ اہتمام بھی فرمایا کہ جو لوگ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے، ان کے اور انصار کے درمیان رشیۃ اخوت کو باقاعدہ اعلان کے ذریعے قائم فرمادیا۔ ساتھ ہی ذات برادری کی برتری یا کم تری کے تصور کو منانے کے لیے خود اپنے خاندان کی رشتے کی بہن کو حضرت زیدؑ بن حارثہ کے نکاح میں دے دیا جس کی طرف قرآن کریم میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔

اس اقدام کا صرف ایک مقصد تھا کہ رشیۃ ازدواج کی بنیاد تقویٰ، علم، نیکی اور بھلائی ہو اور رنگؐ

خون، برادری اور قبائلی تعصّب کو بنیاد سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ اگر ہمارے ہاں ابھی تک ہندوانہ تصورات پائے جاتے ہیں اور ارائیں یا کسی بھی ذات کے افراد یہ سمجھتے ہیں کہ شادیاں صرف ان کی ذات برادری میں ہی ہوں تو یہ اسلام کی تعلیمات کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں برادری اور ذات کی بندگی سے نجات دے اور صرف اپنی بندگی کی توفیق دے۔ اپنی ذات سے باہر شادی کرنا نہ گناہ ہے نہ بدعت، اور نہ شریعت کی مخالفت بلکہ دین و شریعت کی روح سے مطابقت رکھتا ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

خاوند کا ناروا سلوک

س: میں ایک دینی گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں اور دینی علوم کی تعلیم بھی حاصل کر چکی ہوں۔ میری تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ سب شادی شدہ ہیں البتہ سب سے چھوٹی بیٹی کے بارے میں ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا ہے، جب کہ ہم نے تمہیکی بنیادوں پر شادی کی۔

میری بیٹی نے مدینۃ الحکمت سے بی ایڈ اور کراچی یونیورسٹی سے ایم ایس سی اکنامکس کی پوری تعلیم باپرداہ حاصل کی لیکن شادی کے بعد بیٹی کو جو ہمارے گھر سے چند گلیوں کے فاصلے پر رہتی ہے، تھا آنے کی اجازت نہیں۔ اگر اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہوں تو اس کی اجازت نہیں اس لیے کہ خاوند سے پوچھا نہیں۔ وہ میرے ساتھ بازار جا کر اپنی مرضی سے کچھ خریدنیں سکتی۔

اس پر کبھی اعتراض ہوتا ہے کہ میرے داماد نے میری بیٹی سے بات کیوں کی، جب کہ وہ اس کی ماموں زاد بہن ہے۔ اگر ۱۶ سال چھوٹی بہن کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا جائے تو اس پر کبھی اعتراض ہے؟ کیا قریبی رشتے داروں کا کوئی حق نہیں؟

حق مہر کے بارے میں کہا گیا کہ چونکہ پہلی بہوں کا حق مہر ۵ ہزار روپے مقرر ہوا تھا، اس کا بھی بیٹی ہو گانے کیا یہ اسلامی رویہ ہے؟ اسلام نے عورت کی عزت نفس کا خیال کیا ہے اور بنیادی حقوق مقرر کیے ہیں۔ کیا اس ہندوانہ رسماں کے مارے ہوئے معاشرے میں کوئی ماں اپنی بیٹی کو حقوق کے حصول کے لیے عدالت جانے کا مشورہ دے سکتی ہے؟ اگر اتنی پرانی روایات کو سینے سے لگانے کھانا تھا تو اسے اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی سے شادی کرنے پر کیوں اصرار تھا؟ رہنمائی فرمائیے۔

ج: آپ کی چھوٹی بیٹی کو اپنے سرماں میں جو صورت حال پیش آ رہی ہے وہ ہمارے معاشرے میں دین کی تعلیمات کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی ایک واضح مثال ہے۔ فہم دین کا سب سے زیادہ مستند ذریعہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی بھی ہوئی کتاب قرآن کریم اور اس کے بھیجے ہوئے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت